خواجہ شمس الدّین عظیمی: سیرتی ادب میں سائنسی اُسلوب کے موجد

[1] عظمیٰ بخاری [2] ڈاکٹر طارق جاوید

Abstract

Khawaja Shamsuddin Azeemi, Chief editor of monthly Qalandar Shaoor (Urdu and English) and Rohani digest (Urdu) Karachi and international, is a Famous Pakistani Scholar of international level in the field of Seerat Nigari and spiritualism. He is the successor of his Divine Grace Qalandar Baba Auliya. He has unique literary style of writing. He has written 42 books and 80 pamphlets and articles. He has written remarkable books on Seerat-e-Rasool (S.A.W) titled as "Muhammad (P.B.U.H) The Prophet of God". In the first Volume, he has given detail of the Struggles of the Holy Prophet for spreading Islam. In the Second Volume, he has explained the miracles of the Holy Prophet in the light of Metaphysical Science. In third Volume, he has given a detailed account of the events of the lives of the Prophets of God. "Baraan-e-Rehmat" is another literary book on Seerat-e-Rasool (S.A.W).The Writer has distinguished in his style with realism, contemplation and profound study. He is considered first Seerat Nigar who have invented a simple, literary and Scientific style. This article presents the analysis of characteristics of his style of Seerat Nigari.

کلیدی الفاظ: سیرتی ادب، خواجہ شمس الدّین عظیمی، سیرت نگاری، سائنسی اسلوب

اردو زبان وادب کی ترویج وترقی میں صوفیہ کی خدمات کو کسی بھی سطح پر فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تاریخِ ادب اردو پر ایک محققانہ نظر دوڑائی جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس کی ابتدا ہی میں بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین نے ایسے کارنامے انجام دیے جو آگے چل کر اردو زبان وادب کی ترقی اور توقیر کا

1 اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین چشتیاں شریف، ضلع بہاول نگر

2 لیکچرر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

باعث بنے۔ میراں جی شمس العشاقؒ، بندہ نواز گیسو درازؒ اور اسی طرح سیکڑوں بزرگانِ دین نے اشاعتِ اسلام کی خاطر اردو زبان کو وسیلہ اظہار بنایا۔ گویا اردو کی ترقی میں ابتدائی زمانہ ہی میں نابغہ روزگار ہستیاں سامنے آئیں اور اس زبان کو ترسیل و تشہیر کا ذریعہ بنا کر اسے عوام و خواص دونوں میں مقبول اور معروف بنایا۔ مولانا شوکت علی تھانویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، جیسی بیسیوں شخصیات نے اردو زبان کو برصغیر میں عروج اور قدر و منزلت کے منازل طے کرنے میں مدد کی۔ اس طرح اس زبان کے دامن کو اتنی وسعت بخشی کہ یہ دنیا کی کسی بھی ترقی یافتہ زبان سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو میں مذہبی ادب کی اپنی ایک مضبوط اور مستحکم روایت ہے اور اس روایت کا تسلسل ہنوز جاری و ساری ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں جب دنیا کی مختلف اقوام نے سیرت پاکؐ کا مطالعہ شروع کیا۔ تو تہذیب عالم کی اس عظیم شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے سیرت نگاری کا ایک خاص اسلوب پیدا ہوا۔ بیسویں صدی میں ۱۹۵۰ کے بعد اردو سیرت نگاری کا عہد زرّیں شروع ہوا۔ پاکستان میں تحریک ختم نبوت کی صورت میں سیاسی تحریک وجود میں آئی تو علمی محاذ پر بھی زبردست کام ہوا۔ اور ختم نبوت کے حوالے سے ذخیرہ ادب وجود میں آنے لگا۔ اس طرح خالصتاً سیرتی ادب کے علمی ذخیرے میں اضافہ ہوا، زبان اور محاورات کے اعتبار سے بڑا ذخیرہ مرتب ہوا۔ ۱۹۸۰ کے بعد ہندوستان میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص سیرت پاک کے تمام پہلوؤں مثلاً سیاسی، سماجی، تہذیبی، اخلاقی، عسکری اور تعلیمی وغیرہ کے حوالے سے، اردو ادب میں سیرت نگاروں نے اپنی کاوشوں کے مہکتے گلاب پیش کیے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

عہد حاضر میں اس روایت کی مضبوط کڑی خواجہ شمس الدین عظیمی ہیں جو بیک وقت سیرت نگار، شارح قرآن وحدیث اور روحانی ادب کے نمائندہ ادیب بھی ہیں اور پاکستان کے ممتاز روحانی اسکالر بھی آپ سید محمد عظیم المعروف حضور قلندر بابا اولیاؒ کے نام سے موسوم سلسلہ عظیمیہ کے خانوادہ سے ہیں۔

سیرت نگاری کے اس سفر میں خواجہ شمس الدین عظیمی کی علمی کاوش نہ صرف اپنے اسلوب بیان کے اعتبار سے بلکہ مضامین کے اعتبار سے بھی نمایاں اہمیت کی حامل ہے۔ خواجہ شمس الدین عظیمی کی سیرت

نگاری میں ان کا خاندانی علمی اور مذہبی پس منظر بھی جواز فراہم کرتا ہے۔آپ کے آباؤاجداد صوبہ ہرات افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے۔اس خاندان کا شجرہ افغانستان کے علاقہ ہرات کے مشہور صوفی بزرگ خواجہ عبداللہ انصاریؒ(جو پیر ہرات کے نام سے بھی مشہور ہیں) سے ہوتا ہوا مقرّب صحابی، حضرت ابو ایوّب انصاریؓ تک پہنچتا ہے۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی روحانی ڈائجسٹ کراچی اور روحانی ڈائجسٹ انٹر نیشنل (برطانیہ) ماہنامہ قلندر شعور کراچی کے چیف ایڈیٹر ہیں اور پاکستان کے مختلف اخبارات اور میگزین میں روحانی ڈاک، خواب کی تعبیر، قارئین کے مسائل اور پیراسائیکالوجی کے عنوان سے لاتعداد کالم لکھ چکے ہیں۔ سیرت طیبہ حضرت محمد مصطفیٰؐ، روحانیت، پیراسائیکالوجی اور دیگر موضوعات پر ۴۲ کتابیں تصنیف کیں اور ۸۰ کتابچے تحریر کئے ہیں۔ خواجہ شمس الدین عظیمی کی تصنیف ''احسان و تصوف'' بہاء الدّین زکریا یونیورسٹی، ملتان میں ایم اے اسلامیات کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ سالفورڈیونیورسٹی (U.K) کے شعبہ Rehabilitation میں ان کی تین کتابیں شامل نصاب رہی ہیں۔

عظیمی ایک جامع الصّفات ادیب ہیں جن کی پوری زندگی صوفیانہ علم و ادب کی خدمت میں وقف رہی۔انھوں نے اپنی تحریروں سے ادب کی بیشتر اصناف میں اَن مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔وہ ایک منفرد، معتبر اور مستند سیرت نگار ہیں۔ سیرت نگاری میں ''محمد رسول اللہؐ جلد اول، دوم، سوم'' اور '' باران رحمت'' ان کے لازوال اور انمول کارنامے ہیں، جنھیں سیرتی ادب میں، دنیا بھر میں ممتاز شناخت حاصل ہے۔ تفسیر قرآن و حدیث میں انھیں یدِ طولیٰ حاصل ہے۔، مضمون نگاری، تبصرہ نگاری اور اداریہ نگاری کے علاوہ انھوں نے اہم علمی و روحانی موضوعات پر اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں۔

بیسویں صدی میں خواجہ شمس الدّین عظیمی کی تحریریں دینی، ملی اور مذہبی اقدار کی حامل اور ترجمان ہیں۔ سید محمد عظیم المعروف حضور قلندر باباولیاءؒ نام سے موسوم سلسلہ عظیمیہ گزشتہ کئی دہائیوں سے آپ کی زیر نگرانی دینی، علمی اور سماجی خدمات میں مصروف عمل ہے۔ جامعہ کراچی سلسلہ عظیمیہ کی علمی خدمات پر لکھے گئے مقالے بعنوان ''سلسلہ عظیمیہ اور اس کی علمی و سماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' پر پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری کر کے علمی قدر شناسی کا ثبوت دے چکی ہے۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی نے مذہبی افکار و خیالات کا اظہار منثور

پیرائے میں نہایت ہی دل پذیر اور استدلالی انداز میں کیا ہے۔

یوں تو اردو زبان میں سیرتی ادب کا بہت سا ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے اور ہر زمانے کے نابغہ روزگار اصحابِ قلم نے اس ذخیرہ کو وسعت سے ہم کنار کیا لیکن خواجہ شمس الدّین عظیمی کا امتیاز وانفراد یہ ہے کہ انھوں نے صاحبِ سیرت ؐ کو ایک مافوق الفطری وجود قرار نہیں دیا اور نہ ہی انھیں کوئی آسمانی مخلوق گردانا بلکہ ایک بشر کی حیثیت سے ان کو متعارف کر کے ان کے اسوۂ حسنہ سے دنیا کو مقلد و مشتاق بنانے کی کامیاب سعی کی۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی نے نہ صرف سیرت رسول ؐ کو بیان کیا بلکہ سیرتی ادب میں پہلی مرتبہ رسول اللہ ؐ کے معجزات کی روحانی، علمی اور سائنسی توجیہ پیش کر کے موضوعات سیرت میں لازوال اضافہ کیا جو ان کی سیرت نگاری کا ایک نمایاں اور منفرد پہلو ہے، سیرت رسول ؐ کا یہ پہلو سیرتی ادب کی پہلی اور واحد کاوش بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سیرت نگاری کا محض سرسری مطالعہ کرنے کے بعد ان کی تحریروں میں فکر کی پاکیزگی، دِل کا سوز، اور دینی شغف جیسے عناصر پوری شدت کے ساتھ محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی کے ہاں سیرت رسولؐ کے مطالعے اور اس کی نگارش کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ اس کے ہر فقرے اور ہر مرحلے پر یہ بات ظاہر ہو کہ یہ ایک نبیِ ہادیؐ کی سیرت ہے، اس مطالعے میں ہر وقت یہ شعور تازہ رہنا چاہئے کہ انسانیت کو نبوت کی کتنی اور کیوں کر ضرورت ہے؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری علم قال اور علم معرفت و طریقت کے حامل بزرگ ہیں، انھی سے عظیمی صاحب کو چہار سلاسل چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ میں خلافت عطا ہوئی۔ ڈاکٹر محمد طارق عظیمی اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ''حضرت خواجہ شمس الدّین عظیمی مدظلہ عالی، میزبان رسول کریمؐ۔۔۔۔ حضرت ابو ایّوب انصاریؓ کی اولاد ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے روضہ مبارک پر حاضری کے موقع پر مراقبہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے عظیمی صاحب کو گلے سے لگایا۔ عظیمی صاحب نے دیکھا کہ حضرت ابوایّوب انصاریؓ کے سینہ مبارک سے نور کی ایک شعاع نکلی اور عظیمی صاحب کے دل میں جذب ہو گئی۔ حضرت ابوایّوب انصاریؓ نے فرمایا!''سید نا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منتقل ہونے والا یہ نور جو میرے پاس آپ کی امانت تھا، آج میں نے آپ کو منتقل کر دیا'' الشیخ عظیمی کو اللہ کے محبوب سرور کائنات سیدّنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار اقدس میں حاضری کی سعادت ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے مقدسہ، سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ، صفات حمیدہ اور مقام محمود کے وسیلہ...... انبیاء مرسلین، حضرت جبرائیل امین اور اصحاب و آل محمدؐ کی نسبت سے سرور کائنات، سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علمِ لدنی عطا فرمانے کی درخواست کی۔ سیدّنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متبسم ہو کر درخواست قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا! ''خواجہ ایوب انصاریؓ کے بیٹے ہم تجھے قبول فرماتے ہیں۔''(۱)

سیّدنا حضور الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر حضرت حسن اخری سید محمد عظیم برخیا، حضور قلندر بابا اولیاؒ، امام سلسلہ عظیمیہ نے الشیخ حضرت خواجہ شمس الدّین عظیمی مدظلہ عالی کی سولہ سال تک تربیت فرمائی۔ یہی رُوحانی معراج، خواجہ شمس الدّین عظیمی کی سیرت نگاری میں قوس قزح کے رنگ بھر دیتی ہے اور انھیں دیگر سیرت نگاروں سے ممتاز کر دیتی ہے۔

اگر ہم خواجہ شمس الدّین عظیمی کی تصنیفات سیرت کا جائزہ لیں تو اُن کے اسلوب سے اُن کی شخصیت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی نے جہاں سے روحانی تعلیم حاصل کی وہ سید محمد عظیمؒ جیسے بڑے آدمی کا در ہے۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی نے سیّد محمد عظیم جیسے عظیم انسان کو اُٹھتے بیٹھتے، لکھتے پڑھتے اور دل سوزی کے ساتھ عشق رسول میں سرشار دیکھا تھا، کس طرح ممکن تھا کہ خواجہ شمس الدّین عظیمی ان کے کردار کا اثر نہ لیتے۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی کے دل میں کام کرنے کی لگن، پابندی وقت کا خیال، نفاست پسندی کا رجحان، اعلانِ حق میں بے باکی کی خُو، یہ سب سید محمد عظیم ہی کی صحبت کا فیض تھا۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی نہایت سادہ مزاج، صاف باطن اور بلند اخلاق انسان ہیں۔ اُن کی سیرت و کردار میں، سیّد محمد عظیم کے فکر و عمل کی گہری چھاپ موجود ہے۔ اس کے لیے کسی خارجی ثبوت کی ضرورت نہیں، خواجہ شمس الدّین عظیمی نے خود اپنی تحریروں میں بار بار اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی اور فکر و عمل کی جہت سید محمد عظیمؒ کے جذبے سے متاثر ہو کر متعین کی۔

محمد رسول اللہؐ (جلد اوّل) کی اشاعت ۱۹۹۶ء میں ہوئی۔ خواجہ شمس الدین عظیمیؒ نے اس میں سیرۃ

النبیؐ کے روحانی پہلوؤں کو واضح کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندگی کے ابتدائی حالات سے آخری خطبہ کے بیان تک تفصیل شامل ہے۔ واقعات کا باریکی سے جائزہ پیش کیا ہے۔ یہاں عظیمی صاحب کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خصوصی نسبت کے حوالے سے چند اہم واقعات کا تذکرہ ضروری ہے۔

وسط ۱۹۶۶ء آپ نے آقائے کونین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں التجا کی، یارسول اللہؐ! میں آپ کا غلام ہوں، مجھے اپنے ذاتی خدمت گاروں کی حیثیت میں قبول فرمالیجیئے۔ حضرت بلال حبشی تشریف لائے۔ آپ نے ہاتھ جوڑ کر اور گڑگڑا کر درخواست کی، آپ رسول اللہؐ کے چہیتے ہیں، عاشق رسول ہیں۔ حضورؐ کے خدام کے بڑے ہیں، میری التجا اور عرض ہے کہ آپ اس غلام کو حضورؐ کے ذاتی خدمت گاروں میں جگہ دلوا دیں۔ میں آپ کی خدمت میں رہ کر آدابِ رسول اللہ سیکھ لوں گا۔ اور انشاء اللہ آپ کو شکایت نہیں ہوگی۔ حضرت بلال حبشی نے بھی رضامندی ظاہر فرمادی۔ حضورؐ کی خدمت اقدس میں آپ کی غلامی کا مسئلہ پیش ہوا۔ کچھ توقف کے بعد سیّد البشر، فخر کائنات، رحمت اللعالمینؐ نے آپ کو غلامی میں قبول فرمالیا۔ تقریباً ایک سال کے عرصے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خادم خاص کی حیثیت عطا فرمائی۔ باعث تخلیق کائنات سیدنا حضورؐ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے دوران اللہ کے حبیبؐ کے پائے مبارک آنکھوں سے لگانے اور لرزتے ہونٹوں سے چومنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ سراپائے اقدس و مطہر و مکرم میں اس قدر غرق ہوگئے کہ خود کو بھول گئے اور عالم کیف و وجدان میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے مہر نبوت کا مشاہدہ کرایا۔ آپ نے مہر بنوت کو دیکھ کر والہانہ انداز سے بوسہ دیا اور آنکھوں سے چھوا۔ تاریخ میں حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد عظیمی صاحب دوسری شخصیت ہیں، جنہیں مہر نبوتؐ پر بوسہ دینے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔**(۲)** اس تصنیف کا اُسلوب ملاحظہ ہو:

> ''مکّہ میں داخل ہونے والے پہلے دستے کی قیادت حضرت علی نے کی۔ ان کے ہاتھوں میں حضورؐ کا مخصوص پرچم لہرا رہا تھا۔ دوسرا دستہ زبیر بن عوامؓ کی قیادت میں مغرب کی جانب سے مکہ میں داخل ہوا۔ سعد بن عبادہ انصاریؓ مشرق کی طرف سے مکہ میں داخل ہونے والے تیسرے دستے کی سربراہی کر رہے تھے۔ چوتھے دستے کی قیادت خالد بن ولیدؓ نے کی جو جنوب سے مکہ میں داخل ہوئے۔ سعد بن عبادہؓ جب مکہ میں داخل ہوئے

تو انھوں نے بے اختیار ہو کر یہ بانگ لگادی 'آج کا دن حملے کا دن ہے اور حرمت ختم ہو گئی'
جب یہ خبر حضورؐ تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ سعد بن عبادہؓ نے غلط کہا آج کا دن کعبے کی
عظمت کا دن ہے، آج کعبے کو لباس پہنانے کا دن ہے اور سعد بن عبادہؓ دستے کی سربراہی
سے ہٹا کر ان کے بیٹے قیس بن سعدؓ کو سپہ سالاری کے فرائض سونپ دیے۔ سپاہِ اسلام کے
سارے دستے کسی مزاحمت کے بغیر مکہ میں داخل ہو گئے۔'' **(۳)**

یہ کتاب پڑھ کر ایک مرکزِ توحید پر قائم رہنے کا جرات مندانہ حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ **محمد رسول اللہؐ (جلد دوم)** کی اشاعت ۱۹۹۷ء میں ہوئی۔ خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب نے اپنی اس کتاب میں حضورؐ کی ولادت سے قبل سے لیکر وصال تک جو معجزات رونما ہوئے، ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ان کی روحانی اور سائنٹیفک توجیحات کو ثابت کیا ہے۔ ان معجزات کے پس پردہ قدرت کی مشیت بتائی ہے اور واضح کیا ہے کہ انبیاء کی طرز رکھنے والے اللہ کے پسندیدہ برگزیدہ لوگوں سے کرامات سرزد ہوتی ہیں۔ ان کرامات کے پیچھے بھی قانونِ فطرت کے فارمولے پنہاں ہوتے ہیں۔ اس کتاب کی تحریر کے حوالے سے عظیمی صاحب فرماتے ہیں کہ :

''ایک سفید رات آپ کو حضورؐ کے دربار میں حاضری کا موقع ملا۔ دربارِ رسالت میں ایک
فوجی کی طرح، جاں نثار غلاموں کی طرح مستعد، پرجوش اور باحمیت نوجوان کی طرح
آنکھیں بند کئے دربار میں حاضر تھے۔ آہستہ روی کے ساتھ، عشق و سرمستی کے خمار میں
ڈوب کر دو قدم آگے آئے اور عرض کیا: یارسول اللہؐ! بات بہت بڑی ہے، منہ بہت چھوٹا
ہے۔۔۔ میں اللہ رب العالمین کا بندہ ہوں اور۔۔۔ آپ رحمت للعالمینؐ کا امتی ہوں۔
۔۔ یہ جرات بے باکانہ نہیں، ہمت فرزانہ ہے۔۔۔ میرے ماں باپ، آپؐ پر قربان ہوں۔
۔۔ یارسول اللہؐ ! یہ عاجز، مسکین، ناتواں بندہ۔۔۔ آپؐ کی سیرت مبارک لکھنا چاہتا
ہے۔۔۔ یارسول اللہؐ! سیرت کے کئی پہلو ابھی منظرِ عام پر نہیں آئے۔۔۔ مجھے صلاحیت
عطا فرمائیے کہ۔۔۔ میں معجزات کی تشریح کر سکوں۔۔۔ آپ نے بند آنکھوں سے
محسوس کیا کہ رسول اللہؐ نے آپ کو ملاحظہ فرمایا اور آپؐ کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ
ہے۔ آپ اس سرمستی میں سالوں مدہوش رہے۔ خیالوں میں مگن، گھنٹوں ذہن کی لوح
پر تحریریں لکھتے رہے۔ سیرت کے متعلق ہر وہ کتاب جو آپ کو دستیاب ہو سکی اللہ نے
پڑھنے کی توفیق عطا کی اور بالآخر ایک دن ایسا آیا کہ کتاب محمد رسول اللہؐ، جلد دوم کا آغاز ہو

گیا۔''(۴)

خواجہ شمس الدّین عظیمی کا نقطہ نظر ہے کہ اسوہ حسنہ کے طالبین انفرادی اور ذاتی کردار کے ساتھ ساتھ روحانی کو نظر انداز کیوں کرتے ہیں جب کہ حیات طیبہ کے ۲۳ سال کی تمام تر کامیابیوں کے پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اصحاب کے روحانی کردار کی بے مثال اور بے نظیر تربیت قابل ذکر ہے۔ مذکورہ دونوں پہلوؤں کا تجزیہ کیا جائے تو اولین پہلو کا بہت سا حصہ صرف منصب رسالت کے ساتھ خاص ہے اس حوالے سے جو حقوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے، ہمیں حاصل نہیں ہو سکتے اور نہ وہ خصوصیات ہی ہمارے اندر پیدا ہو سکتی ہیں۔ دوسرا پہلو مکمل طور پر انبیا و رسل کے ساتھ ہی مخصوص ہے کہ غیر انبیا و رسل کی خصوصیات بھی کسی آدمی کا نصیب نہیں ہیں۔ لیکن حیران کن حقیقت تو یہ ہے کہ امت مسلمہ کی عظیم اکثریت انھی دونوں پہلوؤں کو اپنا مطمع نظر بنائے ہوئے ہے۔ تیسرا اور سب سے اہم پہلو جسے قرآن مجید اسوہ حسنہ قرار دیتا ہے اور جسے اپنانے اور اختیار کرنے اور جس کی اتباع کی قرآن مجید تلقین کرتا ہے، مسلمانوں کی توجہ اس کی طرف کم ہی جاتی ہے۔ اس کا مکمل احاطہ جو عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے ہوتا ہوا روحانیت کا درِّ نایاب ہے، اگر تینوں پہلوؤں کو ایک ساتھ اختیار کر لیا جائے تو عالمِ تخیلات سے عالمِ امکانیات میں انقلاب آجاتا ہے۔ اس بنیاد پر خواجہ شمس الدّین عظیمی نے معجزات رسول کی روحانی اور سائنسی توجیہات پیش کرنے کی غرض سے محمد رسول اللہ (جلد دوم) تحریر کی۔ وہ اس کے دیباچہ میں اس طرف توجہ دلاتے ہیں:

''سیّدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ مقدسہ کا ہر دور سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے اللہ کی برہان ہے۔ بعثت کے بعد ظاہر و باطن کے مابین تفریق ظاہر ہو گئی۔ کعبہ کو مسمار کرنے کے ارادے سے آنے والے اپنے لاؤ لشکر سمیت کھائے ہوئے بھس میں تبدیل ہو گئے۔ برسوں سے خشک سالی کا شکار عرب، بارانِ رحمت سے سرسبز ہو گیا۔ ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی مجوسیوں کی آگ بجھ گئی۔ زلزلہ کی شدت سے کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ ہمدان اور قم کے درمیان چھ میل لمبا چھ میل چوڑا بحیرہ سارہ خشک ہو گیا۔ کوفہ اور شام کے درمیان وادی سماوہ کی خشک ندی میں پانی جاری ہو گیا۔ معجزات اور خوارق عادات کا احاطہ کرنا انسانی دسترس سے باہر ہے۔ تاریخ کے حوالے سے حیاتِ طیبہ میں جن خارقِ عادات کا ظہور ہوا ہے۔ زیرِ نظر صفحات میں بصد احترام و

ادب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، ساتھ ساتھ محض اللہ کے کرم اور سیّد نا
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت سے اس عاجز نے معجزات کی سائنسی توجیہہ کے لئے
قلم اٹھایا ہے۔''**(۵)**

اُسلوب ملاحظہ ہو:

''کسی چیز کے بارے میں انکار یا اقرار اس بات کی علامت ہے کہ اس شے کے اندر شعور
ہے جس طرح کوئی ایک فرد اپنے شعور کو نہیں دیکھ سکتا اور شعور کی مزاحمت یا شعور کی
پسندیدگی کا وزن محسوس کرتا ہے، اسی طرح ہم پہاڑوں کو وزنی اور جما ہوا دیکھتے ہیں۔
ترجمہ: 'تم دیکھتے ہو پہاڑ اور گمان کرتے ہو کہ یہ جمے ہوئے ہیں، حالانکہ پہاڑ بادلوں کی
طرح اُڑ رہے ہیں یعنی پہاڑ کثیف مادے پر قائم نہیں ہیں۔ جب حضورؐ نے پہاڑ سے
مخاطب ہو کر فرمایا! 'ٹھہر جا، تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں، تو پہاڑ نے حکم کی تعمیل
کی اور وہ ہلنے اور لرزنے سے رُک گیا۔''**(۶)**

چاند کے دو ٹکڑے کس طرح ہوئے؟ منبرِ رسولؐ کے قریب کھجور کے درخت کے رونے کی آواز صحابہ کرامؓ نے کس قانون کے تحت سنی؟ کہکشانی دنیاؤں سے خاتم النبیینؐ کا براہِ راست تعلق کن بنیادوں پر قائم ہے؟ سیرتِ رسولؐ کے اس حصے میں ان معجزاتِ نبویؐ کی سائنسی تشریح کی گئی ہے۔

خواجہ شمس الدّین کی محمد رسول اللہؐ (جلد سوم) ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی۔ قرآن میں موجود انبیا اکرام سے متعلق واقعات، موسوم معجزات اور ان میں پوشیدہ حکمتیں واضح طور پر اس کتاب میں موجود ہیں۔ جن میں ہمارے لئے اور تمام نوع انسانی کے لئے ہدایت اور روشنی ہے۔ محمد رسول اللہؐ (جلد سوم) میں عظیمی صاحب نے تقریباً ۳۱ انبیاء اکرام کا مختلف آسمانی اور تاریخی حوالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان کے معجزات کی روحانی توجیہات و حکمتیں اور واقعات میں روحانی نقطہ نظر سے اللہ تعالیٰ کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ایک روحانی اسکالر کی حیثیت سے خواجہ شمس الدّین عظیمی صاحب نے پڑھنے والے کے لیے ایک نئی سوچ پیدا کی ہے۔آیات قرآنی میں تسخیری فارموں کا تفصیلی بیان بھی اس کتاب میں شامل ہے۔ عظیمی صاحب نے اس زندگی میں آنے کے مقصد سے آگاہ کیا ہے۔ پیغمبروں کی تعلیمات کے ذریعے ہماری رہنمائی کی ہے۔ جنہوں نے نوع انسانی کو اچھائی اور برائی کے تصور سے نہ صرف آگاہ کیا ہے بلکہ خود اس پر عمل کر کے یہ تصدیق بہم پہنچائی ہے کہ انسان اچھائی

اور برائی میں تفریق کر کے ہی با مقصد زندگی گزارتا ہے۔ انبیاء کرام سے متعلق قصص میں جہاں زندگی کا مقصد بیان کیا گیا ہے، وہاں اس کتاب میں تسخیر کائنات کے اسرار و رموز اور فارمولے بھی بتائے گئے ہیں۔ اقتباس پیش خدمت ہے:

> ''اللہ نے ہر شے کو احاطہ کیا ہوا ہے۔ سیدنا حضورؐ نے روحانی، جسمانی اور عملی تصدیق میں خود کو ساری زندگی اللہ کے ارادے کے تابع (Dependant) رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی مہر خاص سے حضور اکرمؐ تجلی کے امین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اقربت عطا فرمانے کے لئے پوری فضا کو پر نور کر دیا، سات آسمان تجلیات سے جگمگا اُٹھے۔ حضرت جبرائیلؑ کی معیت اور اللہ کے برگزیدہ بندوں انبیا کرام نے مبارک باد دے کر تجلیات کے انوار و برکات کا ذخیرہ منتقل کیا۔ 'نور علیٰ نور' اللہ کے دوست حضرت محمدؐ اللہ کے قریب ہو گئے۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا، یا اس سے بھی کم، اللہ نے اپنے محبوب کو اپنے پاس بلا کر جو دل چاہا، باتیں کیں۔ دل نے جو دیکھا، جھوٹ نہیں دیکھا۔ اللہ کے محبوبؐ کا ارشاد ہے کہ میں نے اس سفر میں چار نہروں کا معائنہ کیا ان میں سے دو ظاہر نظر آتی ہیں اور دو باطن میں بہتی ہیں۔''(۷)

جلد سوم میں انبیا کرامؑ کے قصوں میں مخفی حکمت بیان کی گئی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے قصے میں Time کو Less کرنے کا قانون پیش کیا گیا ہے۔ حضرت دائودؑ کے ہاتھوں میں لیزر شعاعیں ثابت کی گئی ہیں۔ حضرت عزیرؑ کے واقع میں Deep Freezer کا قانون پیش کیا گیا ہے۔ سائنسی توجیہات اور مستقبل کے انکشافات ہیں۔ قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں ہیں۔ معجزات کی سائنسی توجیہات ہیں۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی نے زندگی میں بڑے بڑے کام کیے۔ علمی، تعلیمی، ادبی ہر قسم کی خدمات سے ان کے کارناموں کی فہرست مزیّن ہے۔ ان میں سے ہر کارنامہ قابل توجہ اور قابل ذکر ہے اور ہر ادبی خدمت اپنی جگہ لائقِ صد ہزار ستائش، مگر سیرت رسول کا جداگانہ اور منفرد انداز سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے علمی اعتبار سے ان کا اہم ترین ادبی کارنامہ، سیرت نگاری میں وہ صاف ستھرا اور نکھرا ہوا اسلوبِ بیاں ہے جس میں عام، مگر فصیح بول چال اور تجربات یوں شیر و شکر ہیں کہ ہم ان کی تحریروں کو حقیقی سادگی اور فطرت کا پیکر کہہ سکتے ہیں۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی نے سادگی کو ایک آرٹ بنایا اور یہ آرٹ کسی دوسرے سیرت نگار کے یہاں نہیں ملتا۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی کی تحریر کا خوش گوار سکون، ان کی عبارتوں کا لطف انگیز عنصر ہے، کیوں کہ یہ سکون ضعف و بے دلی کا نتیجہ نہیں۔ ان کے ہاں تو بڑی توانائی اور غیر معمولی قوت ہے جو ان کی توانا شخصیت اور پُرزور منطق سے ابھرتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خواجہ شمس الدّین عظیمی کی عقلی گرفت ان کی جذباتی گرفت سے کم مضبوط نہیں۔ ان کی منطق ہر جگہ بڑی زوردار اور قوی ہوتی ہے اور ان کی سب تحریریں تعقل کے مربوط سلسلے کی پابند ہیں۔ وہ خیالات مرتّب کرنے کا ہنر خوب جانتے ہیں۔ وہ مرتّب خیالات کے ڈھانچے تیار کر کے اس عمدگی سے مجموعی مضمون میں کھپا دیتے ہیں کہ پورا مضمون ایک ڈھلی ڈھلائی شے معلوم ہوتا ہے، ساتھ ہی سادگی اور دلچسپی بھی حسن افزا ثابت ہوتی ہے۔ منطق اور سہولت کا یہ امتزاج جو خواجہ شمس الدّین عظیمی کے یہاں ہے، دوسرے کسی سیرت نگار کے ہاں اس کی مثالیں کم ہی نظر آتی ہیں۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی میں خلوص اور سچائی کی تاثیر ہے۔ ان کی ہر تحریر کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد اور جذبہ کار فرما ہے۔ ان کی زندگی ایک مشن رہی ہے، اس لیے ان کا اسلوبِ بیاں، ان کے رجحانات کے مطابق ڈھلتا چلا گیا ہے۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی کی نثر کی سب سے بڑی خصوصیت حقائق کا بیان اور قطعیت ہے۔

حضورؐ کی زندگی کو محفوظ اور آپ کے پیغام کو بھی محفوظ و مامون قرار دیا گیا ہے۔ آپؐ کی سیرت مبارکہ پر بے شمار کتب تحریر کی گئیں ہیں۔ ان میں سے ہر کتاب اپنی جگہ اعلیٰ و ارفع مقام رکھتی ہے یہ کتابیں بعض تو ادبی رنگ میں لکھی گئی ہیں اور بعض میں خلافِ عقل باتوں کو سمو دیا گیا ہے لیکن خواجہ شمس الدّین عظیمی کا شمار اُن سیرت نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے سادہ اور شگفتہ، ادبی لیکن حقیقی، علمی اور سائنسی اسلوب میں سیرت نگاری کی بہترین مثال قائم کی ہے۔ ''بارانِ رحمتؐ'' بھی اسی طرز کی سیرت کی کتاب ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر اکرم رانا (چیئرمین شعبہ علومِ اسلامیہ، بہاءالدّین زکریا یونی ورسٹی، ملتان) کے مطابق:

> ''یہ کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے وہ خواجہ شمس الدّین عظیمی کی ''باران رحمتؐ'' ہے۔ یہ ایک ضخیم اور عمدہ سیرت کی کتاب ہے۔ اس میں حضورؐ کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جدید اور آسان طرز تحریر ہے۔ حضورؐ سے محبت کی آئینہ دار ہے۔ معاشرہ میں بڑھتی ہوئی بے چینی، بے حسی، تشدد اور انتہا پسندی کے خلاف عظیمی صاحب کی تصنیف

اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ رواداری ہی ایک ایسی تعلیم ہے جو انسانوں کو بلا تفریق رنگ و نسل، مذہب وملت، ذات و قوم، ایک دوسرے کے قریب لاتی ہے۔ یہ کتاب بے انصافی، حق تلفی، خود غرضی، دولت پرستی کے خلاف سینہ سپر ہے۔ عظیمی صاحب کا قلم تکوینی امور کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ کتاب، بادل، بارش، پانی، سنگریزوں، آوازوں، پہاڑوں، نباتات، کھجور، لکڑی، ستاروں، پنگوڑوں اور چاند پر بھی گفتگو کرتی ہے۔ یہ کتاب حضور کے فرائض نبوت پر مدلل بحث کرتی ہے اور ساتھ ساتھ ان امور کی نشاندہی بھی کرتی ہے جن میں اتباع سنت کا پہلو نمایاں ہے۔''(۸)

خواجہ شمس الدّین عظیمیؒ نے اپنی اس تصنیف میں بھی، سیرت طیبہ کی توصیف و مدحت اور معجزاتِ نبویؐ کی علمی اور سائنسی توجیہہ، علم لدنی) تکوینِ کائنات (Universal Administration) خلیفۃ فی الارض کا مقام، عالمین کے مدارج (غوث، قطب، ابدال) کی تشریح کے ساتھ وضاحت کی ہے۔اس تصنیف میں بھی عظیمی صاحب نے حقیقت بیانی، دِقّت نظر اور عمیق مطالعے کے جوہر آب دار سے، اپنے ہنر کے جلوے دکھائے ہیں۔ نبی کریمؐ کے بچپن کا احوال یوں بیان کرتے ہیں:

''حضرت ابو طالب اور زبیرؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آٹھ سال کی عمر میں ہر صبح شہر سے باہر نکل جاتے اور شام گئے تک اکیلے صحرا میں رہتے تھے۔ اکثر اوقات لا محدود آسمان اور لا متناہی افق پر نظریں جمائے رکھتے اور سورج ڈھلنے سے پہلے مویشیوں کو لے کر واپس آبادی میں آجاتے تھے۔ وہ بچہ جس کا باپ نہ ہو، جس کی ماں نہ ہو اور جو کھیلنے کودنے کی عمر میں محنت و مشقت کرے، وہ زندگی میں خود کفیل (self made) ہوتا ہے۔''(۹)

شمائل نبویؐ کے بیان سے سیرت نگاری دلکشی اور رعنائی کا حسین مرقع بن جاتی ہے۔ عظیمی صاحب نے اس حوالے سے بھی اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں:۔

''میں نے ایک تاباں درخشاں انسان کو دیکھا...دلکش چہرہ، عمدہ اخلاق...نہ پیٹ بڑھا ہوا، نہ سر چھوٹا۔ نہایت ہی حسین و جمیل۔ آنکھوں کی سیاہی اور سفیدی دونوں نمایاں۔ دراز پلکیں، مترنم آواز، سُرمگیں آنکھیں، لمبی گردن، گھنے ابرو، باوقار خاموشی اور بہترین گفتگو...کلام میں روانی کا یہ عالم کہ جیسے موتی ایک تسلسل سے گر رہے ہیں، شیریں

بیاں...ایک ایک لفظ واضح اور ضرورت کے مطابق۔ نہ کم، نہ زیادہ۔ دور سے بھی خوبصورت نظر آنے والا اور قریب سے بھی حسین دکھائی دینے والا، درمیانہ قد...نہ بہت لمبا کہ معیوب معلوم ہو، نہ بہت چھوٹا کہ نامناسب نظر آئے۔ اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ بارونق و شاداب۔" **(۱۰)**

یقیناً یہ انداز کسی ادیب کا ہی ہو سکتا ہے۔ عظیمی صاحب نے سیرت رسولؐ کے ساتھ ساتھ علم تکوین (تخلیق و تسخیر کائنات) کو بیان کر کے جداگانہ اُسلوب کی بُنیاد رکھ دی ہے۔ فرماتے ہیں:

"اگر شے کے مادی عناصر (مثلث) کے پھیلائو کو سمیٹ کر نقطہ کی انتہا تک کر دیا جائے تو توانائی صفر ہو جاتی ہے اور شعور پر لاشعور پوری طرح غالب ہو جاتا ہے۔ لاشعور میں ابعاد (Dimension) تو ہوتے ہیں لیکن شے کے نقش و نگار، لہروں کا مرقع ہوتے ہیں۔ کوئی انسان اپنی صلاحیتوں کا ستعمال کر کے جب اس قانون کا مشاہدہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ شے میں تصرّف کر کے کسی ذرے کو پہاڑ بنا دیتا ہے یا کسی پہاڑ کا وزن کم کر کے روئی کے تنکیہ کے برابر کر دیتا ہے۔ اس علم کو "علم تکوین" کہا جاتا ہے اور قرآن حکیم نے اس علم کو تسخیر کائنات کا نام دیا ہے۔" **(۱۱)**

عظیمی صاحب جدید سائنس کی بنیاد، اسلامی سائنس کو قرار دیتے ہیں، اس حوالے سے یوں استدلال کرتے ہیں:

"جدید سائنس نے جن حقائق کی اب تصدیق کی ہے اسلامی سائنس انھیں ۱۴۰۰ سال قبل جانتی تھی۔ امام مسلم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حذیفہ ابن اسدؓ سے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا: 'رحمِ مادر میں نطفہ جب ۴۲ دن کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو نطفہ کو ایک شکل دینے کے ساتھ ساتھ سماعت، بصارت، کھال، گوشت اور ہڈیاں بنا دیتا ہے۔' اس حدیث میں وقت کا تعین بعینہ، وہی ہے جو آج کی میڈیکل سائنس نے کافی تحقیق اور مطالعے کے بعد معلوم کیا ہے۔ ابتدائی چھ ہفتوں تک embryo میں انسانی ساخت سے متعلق کوئی مشابہت نہیں پائی جاتی مگر ۴۲ ویں دن سے اس کی صورت اور دیگر صفات اس قابل ہو جاتی ہیں کہ انھیں دیکھ کر یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ وجود آگے چل کر ایک مکمل انسانی شکل اختیار کرے گا۔" **(۱۲)**

عظیمی صاحب کے مطابق حضرت یوسفؑ کے دور میں سائنس، ہمارے زمانے سے زیادہ ترقی یافتہ تھی۔اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ :

''حضرت یوسفؑ کے دور میں سائنس ہمارے زمانے سے زیادہ ترقی یافتہ اور فعال تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ اہرام میں لگے ہوئے وزنی پتھروں کو کئی منزلوں تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ اس دور کے سائنسدانوں نے کشش ثقل کو کم سے کم کرنے یا نہ ہونے کے برابر کرنے کا فارمولا معلوم کر لیا تھا۔''(۱۳)

یہی وہ سادہ اندازِ بیاں، علمیت، منطقیت اور جدّت ادا ہے جو خواجہ شمس الدّین عظیمی کو دیگر سیرت نگاروں سے جدا کرتی ہے۔پروفیسر ڈاکٹر اکرم رانا کے بقول:

''باران رحمت'' علوم کا خزینہ ہے۔گنج ہائے گراں مایہ ہے۔اکثر کتابوں کو پڑھتے ہوئے انسان بوریت محسوس کرتا ہے۔دو چار صفحات پڑھ کر اس کی تشنگی بجھ جاتی ہے۔جب کہ عظیمی صاحب کی سیرت کی یہ کتاب پڑھتے ہوئے انسان تشنگی محسوس کرتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ اسے مزید پڑھے کیونکہ ہر لائن دوسری لائن اور ہر صفحہ دوسرے صفحہ سے مربوط ہے۔ معلومات سے پُر یہ کتاب قاری کی نہ تو نظر اِدھر اُدھر ہونے دیتی ہے اور نہ ہی خیال اور یہی کسی کتاب کی خوبی ہوتی ہے کہ وہ قاری کے دل میں اتر جائے اور وہ اسے مزید سے مزید پڑھنے میں لگا رہے۔''(۱۴)

علاوہ ازیں اس کتاب میں تکوین اور رُوحانی امور پر بھی کھل کر بحث کی گئی ہے۔ان امور پر قلم اُٹھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی نے محمد رسول اللہﷺ کی جلد اوّل میں اطلاعی اسلوب یعنی بیانیہ اندازِ تحریر سے کام لیا ہے، کیوں کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو جو مذہبی اور روحانی پیغام وہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے تھے، وہ شاید نہیں پہنچا سکتے تھے۔اِطلاعی اسلوب لسانی اعتبار سے سادہ بھی ہو سکتا ہے اور مشکل اور پیچیدہ بھی رسمی اور پُر تکلف بھی ہو سکتا ہے اور غیر رسمی بھی، جامد (Frozen) بھی ہو سکتا ہے اور متحرک بھی ''محمد رسول اللہﷺ (جلد اول)'' کا اِطلاعی اسلوب لسانی اعتبار سے بالعموم ایک سادہ اور سہل اسلوب ہے اور کافی حد تک اردو کے بنیادی اسلوب سے قریب ہے۔

اس کے برعکس محمد رسول اللہ کی جلد دوم میں انھوں نے سائنسی اور علمی زبان استعمال کی ہے جسے خواجہ شمس الدّین عظیمی کی سیرت نگاری کا عِلمی اُسلوب کہہ سکتے ہیں۔ علمی اُسلوب میں ایک طرف صرف و نحو اور قواعد کی پیچیدگیاں نظر آتی ہیں تو دوسری طرف سائنسی و علمی ذخیرہ الفاظ و تراکیب اور اصطلاحات کا آزادانہ استعمال ملتا ہے۔

سیرت رسول ﷺ کا اُسلوب خواجہ شمس الدّین عظیمی کے اپنے ذہن کی ایجاد و اختراع ہے، جس میں اُن کے تبحر علمی، روحانیت پر کامل عبور، اسلامی فلسفہ و فکر سے گہرے شغف اور قرآن و حدیث سے غیر معمولی اخذ و استفادہ اور عشقِ رسول ﷺ کو زیادہ دخل ہے۔ آپ مراقبہ کے ذریعے بارگاہِ رسول ﷺ میں بار بار حاضری کا شرف بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اسی روحانی معراج نے ان کے اسلوب کی تعمیر و تشکیل میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

لسانی اعتبار سے خواجہ شمس الدّین عظیمی نے اپنی نگارشات میں زبان کے اِطلاعی (Informative)، ہدایتی (Directive) اور اظہاری (Expressive) تینوں اسالیب سے کام لیا ہے۔ اطلاعی، ہدایتی اور اظہاری، یہ تینوں اسالیب در حقیقت زبان کے تین Functions ہیں لیکن جب زبان ان Functions کے لئے استعمال کی جاتی ہے تو یہ اسالیب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں کیوں کہ ان تینوں اسالیب میں زبان کا استعمال جداگانہ ہوتا ہے۔

خواجہ شمس الدّین عظیمی بے مثل سیرت نگار ہیں۔ ان کے ہاں چھوٹے چھوٹے جملے ابلاغِ مطالب و مفاہیم کی نرالی شان لیے ہوئے ہیں۔ روز مرّہ کی صفائی و شانِ دل رُبائی سے مزیّن الفاظ، نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ سیرت رسول ﷺ میں سے کوئی سا بھی موضوع ہو، ان کے قلم کی روش متوازن و معتدل ہوتی ہے۔

اس بحث سے واضح ہے کہ قدرتی سادگی، بے تکلفی، موضوعاتی تنوع، بیان کی ندرت، سلاست اور شگفتگی، وجدانی کیفیات، روحانی تاثرات، عالمانہ اور موٴرخانہ انداز، اسلامی فکر کی تبلیغ اور مشرقی اقدار کی ترجمانی، اختصار اور جامعیت، فصاحت و بلاغت، جوشِ خطابت، ڈرامائی انداز اور اس کے ساتھ ساتھ معجزاتِ نبوی ﷺ کی سائنسی توجیہات، وہ خوبیاں ہیں جو عظیمی صاحب کے سیرتی اُسلوب کو عصر حاضر کے سیرت نگاروں میں جداگانہ حیثیت عطا کرتی ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی، اللہ کے محبوب